تعلیم وتربیت پر ماحول کے اثرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

دین اسلام اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، جس نے اولاد، والدین، بڑوں، چھوٹوں، پڑوسیوں، مسلمانوں، حتیٰ کہ جانوروں تک کے حقوق وفرائض اور ذمہ داریوں کے بارہ میں واضح تعلیمات اور ہدایات دی ہیں۔

اگر ایک مسلمان صحیح معنوں میں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائے تو قلب وقالب دونوں کی اصلاح ہو جائے گی، آخرت سے پہلے اس کی دنیوی زندگی بھی جنت کا نمونہ ثابت ہو گی۔ اس کی جان، مال، عزت، آبرو ہر چیز محفوظ ہو جائے گی۔ اس کے دل کو سکون نصیب ہو گا۔ اس کا دماغ وسوسوں، توہمات اور دنیوی تفکرات سے راحت پائے گا۔ مخلوق خدا کی محبت اس کے دل میں جگہ پالے گی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات پر اس کو رحم آئے گا۔ مسلمانوں کی تکالیف، پریشانیوں اور ان پر مظالم سے اس کا دل دکھے گا۔ ان کی تکلیفوں، پریشانیوں اور مصائب وآلام کو دور کرنے کی ہر ممکن سعی کرے گا۔

لیکن ہائے افسوس! کہ مسلمانوں نے اسلامی تعلیمات کو چھوڑ دیا، مغرب کی بے خدا قوموں کی اندھی تقلید کو اپنا شعار بنالیا، جس کی نحوست سے آج کا مسلم معاشرہ گناہ ومعصیت، فسق وفجور، بے حیائی وبے حجابی، حیوانیت وبہیمیت کے گرداب میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ آج کا مسلمان نفس پرستی، تعیش پسندی، اور خواہش براری کے لئے اسلامی حدود کو پامال کر رہا ہے۔ اخلاق وآداب، تہذیب وتمدن، تعلیم وتربیت اور سیاست ومعاشرت جیسے شعبوں میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور پیروی کو چھوڑ کر بے دین، بے ہدایت اور بے خدا قوموں کی نقالی کو اپنے لئے سرمایۂ افتخار اور ان کے طور طریقوں اور عادات واطوار کے اپنانے کو اپنے لئے اعزاز سمجھ رہا ہے۔

خودغرض اور خود پسند مسلمانوں کی اکثریت کے دل میں اللہ کا خوف ہے، نہ آخرت کا ڈر ہے۔ نہ جنت کی تمنا اور طلب ہے، نہ اس کی جستجو اور کوشش ہے۔ ہرطرف ظلم وقساوت کا دور دورہ ہے۔ یہود ونصاریٰ کی تقلید وپیروی اور تہذیب وتمدن کا غلبہ مسلمانوں پر مسلط ہو چکا ہے۔ اور بالکل وہی صورت حال ہے جس کی نشاندہی نبی مکرم، فخرِ مجسم، ہادیِ امم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا چودہ سو سال پہلے فرمادی تھی کہ:

''لَتَتَّبِعُنَّ سنَنَ من كان قبلكم شبراً بشبر وذراعا بذراع حتى لودخلوا جُحْرَ ضب تَبِعْتُمُوْهم، قيل يارسول اللّٰه! اليهود والنصارىٰ؟ قال: فمَنْ؟!''۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ،ص:۴۵۸)

ترجمہ:''تم ضرور بالضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی ہو بہو پیروی کروگے، یہاں تک کہ ان میں سے کوئی اگر گوہ کے بل میں داخل ہوگا تو تم بھی ہوگے۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یہود ونصاریٰ (مراد ہیں)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھراورکون (مراد ہوسکتا ہے)؟''۔

اسلام نے تعلیم دی ہے کہ ایک مسلمان کی جب اولاد ہوتو اس کا اچھے سے اچھا نام رکھے۔ تعلیم وتادیب کے قابل ہوتو اسے بہتر سے بہتر تعلیم اور اسے اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کرے۔شادی کے قابل ہوتو ایسے خاندان میں اس کا رشتہ تجویز کرے جو دینی اور اخلاقی دونوں اعتبار سے فائق ہو۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ا:......''من ابتُلِيَ من هذه البنات بشئي فأحسنَ إليهن كُنَّ له سترا من النار''۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ،ص:۴۲۱)

ترجمہ:''تم میں سے جس کی ان لڑکیوں سے آزمائش کی جائے اور وہ ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے تو وہ لڑکیاں اس کے لئے آگ سے پردہ (بچاؤ کا ذریعہ) ہوں گی''۔

۲:......''عن أنسؓ قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من عال جاريتين حتى تبلغا جاء يوم القيامة أنا وهو كذا وضم أصابعه''۔ (مشکوٰۃ،ص:۴۲۱)

ترجمہ:''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دو بچیوں کی پرورش کی، یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ میں اور وہ اس طرح ہوں گے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں ملالیں''۔

۳:.....’’عن ابن عباسؓ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم : ...... مَنْ عال ثلاث بنات أو مثلهن من الأخوات فأدَّبَهُنَّ ورَحِمَهن حتی یُغْنِیَهن اللّٰه أوجب اللّٰه له الجنة فقال رجل : یارسول اللّٰه ! أو اثنتین؟ قال أو اثنتین ......‘‘۔ (مشکوٰۃ،ص:۴۲۳)

ترجمہ: ’’حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے تین بیٹیوں یا ان کی طرح (یعنی تین) بہنوں کی پرورش کی، پھر انہیں ادب سکھایا اور ان پر شفقت کی، یہاں تک کہ اللہ اُنہیں (شادی، مال یا موت کے ذریعہ) غنی کردے تو ایسے آدمی کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کو واجب کردیا۔ ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! اگر دو ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو بھی ہوں (یعنی تب بھی یہی بشارت ہے)‘‘۔

۴:.....’’عن جابر بن سمرةؓ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم : لَأنْ یُؤدِّبَ الرجلُ ولدَهٗ خیرٌ له مِنْ أن یتصدق بصاع‘‘۔ (مشکوٰۃ،ص:۴۲۳)

ترجمہ: ’’حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی اپنے بچہ کو ادب سکھائے، یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ ایک صاع صدقہ کرے‘‘۔

۵:.....’’عن أبی هریرةؓ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم : إذا خطب إلیکم مَنْ تَرضَون دینَهٗ وخُلُقَهٗ فزوِّجوه إن لاتفعلوه تکن فتنة فی الأرض وفساد عریض‘‘۔ (مشکوٰۃ،ص:۴۲۴)

ترجمہ: ’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس ایسے لوگ رشتہ بھیجیں جن کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو ان کا نکاح کردو، اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور بہت زیادہ فساد برپا ہوگا‘‘۔

اولاد کے جوان ہونے کے بعد ان کی شادی میں تاخیر نہ کریں، کیونکہ شادی میں تاخیر بعض اوقات نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں غلط راستہ اختیار کرنے کی تحریک پیدا کرتی ہے اور پھر اس کا گناہ اور وبال اُن کے باپ پر ہوتا ہے، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

’’من ولد ولداً فلیحسن اسمهٗ وأدبه فإذا بلغ فَلْیُزوِّجه فإن بلغ ولم یزوجه فأصاب إثماً فإنما إثمه علیٰ أبیه‘‘۔

(شعب الایمان للبیہقیؒ، حدیث نمبر: ۸۶۶۶، باب فی حقوق الأولاد والأهلین)

ترجمہ: ''جس شخص کے یہاں بچہ پیدا ہو تو وہ اس کا اچھا سا نام رکھے، اس کی اچھی تربیت کرے اور جب بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کردے، پس اگر بالغ ہونے کے بعد اس نے شادی نہیں کی اور وہ کسی گناہ میں مبتلا ہو گیا تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہوگا''۔

ہم نے ان تعلیمات کو چھوڑ کر اپنی اولاد کو صرف اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخل کرایا' جہاں لارڈ میکالے کا نصاب پڑھایا جاتا ہے، جہاں اسلامی عقائد پر کاری ضرب لگائی جاتی ہے، جہاں دین سے نفرت و بیزاری اور اسلام کی ہر بات میں تشکیک وتذبذب کا درس دیا جاتا ہے۔ ان تعلیم گاہوں میں مسلم نوجوانوں اور خواتین کی صورت وسیرت، وضع وقطع، اخلاق و معاشرت، تہذیب وثقافت کے تمام زاویے ہی بدل کر رکھ دیئے گئے اور مادیت کا اتنا درس دیا گیا کہ آج کا نوجوان اپنے ملک کے بجائے اغیار کے ممالک میں رہنے کو ترجیح دیتا ہے اور ایک مسلمان کے لئے اس وقت مسائل کھڑے ہوجاتے ہیں، جب اس کی اولاد جوان ہوجاتی ہے اور وہ اس تہذیب میں ڈھلنے لگتی ہے جس کو اس کے والدین نے پسند کیا تھا۔ اب ایسا مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ میں نے یہاں آکر دنیا تو کمالی، لیکن اپنی اولاد کی عزت وناموس اور شرم وحیا کو داؤ پر لگادیا۔ ایسے ہی ایک عبرت ناک واقعہ کی خبر ''روزنامہ امت'' میں بایں الفاظ چھپی ہے:

''لندن (امت نیوز) برطانوی عدالت نے پاکستانی نژاد جوڑے کو اپنی ۱۷ سالہ بیٹی کے قتل کے الزام میں عمر قید کی سزا سنادی ہے۔ اُنہیں کم از کم ۲۵ برس جیل میں قید کاٹنی پڑے گی۔ ٹیکسی ڈرائیور ۵۲ سالہ افتخار احمد اور اس کی اہلیہ ۴۹ سالہ فرزانہ نے غیرت کے نام پر اپنی ۱۷ سالہ بیٹی شفیلہ کو قتل کردیا تھا۔ برطانوی پولیس کے مطابق شفیلہ کو ۱۱ ستمبر ۲۰۰۳ء کو اس کے والدین نے قتل کردیا تھا، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ان کی بیٹی مغرب زدہ ہوگئی ہے اور خاندان کے لئے شرم کا باعث بن رہی ہے۔ مقتولہ نے والد کی خواہش پر شادی سے بھی انکار کردیا تھا۔ چیسٹر کراؤن کورٹ کے جج جسٹس روڈرک ایونز نے سزا سناتے ہوئے کہا کہ ماں باپ کی جانب سے اپنی بیٹی کو قتل کرنے کی وجہ صرف ''کمیونٹی'' ہے، جس میں وہ اپنے آپ کو شرمندہ محسوس کرتے تھے۔ فیصلہ سنائے جانے کے موقع پر ملزم جوڑے کے بیٹے جنید اور بیٹی مہوش بھی عدالت میں موجود تھے جو رونے لگے، جبکہ سزا پانے والی ان کی والدہ فرزانہ بھی کچھ لمحے سکتے میں رہنے کے بعد پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں۔ واضح رہے کہ مقتولہ شفیلہ کی لاش ٹکڑوں میں

اس کے گھر کے قریب دریا کے کنارے سے ملی تھی۔ اپنے ماں باپ کے خلاف گواہی بھی اس بدقسمت جوڑے کی دوسری بیٹی ۲۴ سالہ علینا نے دی تھی''۔

ترقی دنیا اور مال و دولت کی طمع اور لالچ میں اس جوڑے نے اپنے دیس، ملک، خاندان اور اقرباء کو چھوڑا، ایک بیٹی کا غیر شرعی اور غیر اخلاقی حرکات کی بنا پر قتل ناحق کا ارتکاب کیا، دوسری بیٹی کو اپنا باغی بنایا، چھوٹے بچوں کو لاوارث اور بے سہارا کیا اور دونوں میاں بیوی کو کردہ گناہ کی سزا بھگتنے کے لئے جیل کی سلاخوں کے پیچھے قید ہونا پڑا۔ یہ ہے نتیجہ دیارِ غیر میں رہنے کا اور یہ انجام ہے اولاد کی دینی تعلیم و تربیت سے غفلت برتنے کا۔ اسی کو قرآن میں ''خسر الدنیا والآخرة'' کہا گیا ہے۔

نیک اولاد دین و دنیا کا بہترین سرمایہ اور آخرت کا بیش قیمت ذخیرہ ہے۔ اگر ان کی تعلیم و تربیت سے غفلت برتی گئی یا ان کی پرورش غلط بنیادوں پر کی گئی تو ایسی اولاد نہ صرف یہ کہ والدین کے لئے تباہی و بربادی کا سبب بنے گی، بلکہ ملک و قوم اور دین و مذہب کو بھی رسوا کرے گی۔ اس لئے شریعت مقدسہ نے اولاد کی اخلاقی، مذہبی، دینی، ہمہ قسم کی تعلیم و تربیت کا صحیح اور اعلیٰ انتظام کرنا ماں باپ کی ذمہ داری قرار دیا ہے اور ہر صاحب خانہ پر اپنی اولاد کی دینی تربیت اور اچھے اخلاق سکھانے کا فرض عائد کیا ہے، اس لئے کہ بچپن میں جس قسم کی تربیت ہو جاتی ہے، بڑا ہو کر آدمی اسی پر قائم رہتا ہے اور جو شخص جس روش اور عادت پر جوان ہوتا ہے، اسی روش اور عادت پر بڑھاپے تک قائم رہتا ہے۔ اگر اولاد کو بچپن میں ہی غلط ماحول، غلط سوسائٹی اور غلط راستہ پر ڈال دیا گیا تو جوان ہو کر بھی وہ اُسی غلط راستہ اور غلط روش کا انتخاب کرے گی۔ اب اس کو راہ راست پر لانا نہایت کوشش کے باوجود دشوار ہوگا اور سوائے تباہی و بربادی کے ان سے کسی خیر کی توقع اور امید رکھنا عبث ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کی اچھی تربیت کو بہترین عطیۂ الٰہی فرمایا ہے۔

خلاصہ یہ کہ مسلمان کو بالعموم اور دیارِ غیر میں رہنے والے مسلم حضرات بالخصوص نوجوان بچوں کو صاف ستھرا اور پاکیزہ ماحول فراہم کریں۔ اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ اور قریب تر کرنے کے لئے حد درجہ محنت اور کوشش کریں۔ سیرتِ نبوی، اسلامی تاریخ، صحابہ کرامؓ کے واقعات، بزرگانِ دین کے قصے اور مفید ناصحانہ ملفوظات پر مشتمل کتب کا خود بھی مطالعہ کریں اور بچوں کو بھی ایسی کتب پڑھنے کی ترغیب اور تدبیر کریں۔ ان شاء اللہ! جس اولاد کی تربیت اس انداز پر ہوگی تو وہ اولاد والدین کی زندگی میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور مرنے کے بعد ان کی حسنات میں اضافے کا سبب بنے گی۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین